

عہد طابعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

ماخوذ از خودنوشت ڈائری ۱۹۵۸ء

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آئندہ لو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائیریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ ہمزہ و اقارب اہل محلہ و گرد و پیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپ کی اوّلین ڈائری ۱۹۳۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ جب ان ڈائیریوں پر سرسری نگاہ ڈالی گئی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، حقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیر شعر، ادبی نکتہ اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کر لیا۔ ضروری سمجھا گیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزار ہا صفحات کے طرک شد کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیران ذوق مطالعہ استفادہ کر سکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں..... (مرتب)

سال نو کے لئے نیک تمنائیں:

مرحباے سال جدید! خدا تجھے خیر و برکت اور سلامتی کا پیغامبر بنا دے ابھی قریب ہی سال گزشتہ ۱۹۵۷ء نے ہم سے شیخ الاسلام (مولانا حسین احمد مدنی) جھین لیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا تجھے پانچ دسمبر جیسا منحوس دن نصیب نہ ہونے دے اور تو خیر و سلامتی اور یمن و ایمان کا حامل ثابت ہو آمین یا رب العالمین۔

شیخ الاسلام مولانا محمد مدنی کی وفات:

ابھی پچھلے ماہ دسمبر میں حضرت شیخ الاسلام مدنی کا سانحہ وفات پیش آیا ان کے بارے میں تعزیتی مضامین اور مرثیوں کا سلسلہ جاری ہے ان میں سے بعض اہم منتخبات یہ ہیں۔
الم مظفر مگر:

رہبر عالم ہے ان کے علم و فن کی روشنی اب بھی تازہ دم ہے ان سے کاروان زندگی
گو بظاہر دور دور ہم سے ہے وہ میر کاروان دے رہا ہے پھر بھی ہم کو راہ منزل کا نشان

شیخ ایسی کی ہے روشن اس نے زہد و علم کی روشنی پاتی ہے جس سے بزم ہستی ہر گھڑی جس نے کی جہد و عمل سے زندگی کی راہ ملے وہ حسین احمد یہاں تھے کل جو مجبور نظر دور ہیں نظروں سے گویں قریب دل تو ہیں محمد اسراہیل فرحت:

مرکز روحانیت جلوہ گزیر الامین پہلوئے قاسم میں ہے لینا ہوا زیریں
گر نہیں دامن میں اپنے جز حیات مستعار تیرے قدموں میں متاع دیدہ تر ہے ثار
(الجمیۃ سنڈے ایڈیشن 6 جنوری ص 4)

شیخ الاسلام حضرت مدنی کے انتقال پر ماہنامہ دارالعلوم سے تعزیتی اقتباسات:

آج تو قاسم واداد سب ہی مرتے ہیں اس کا کیا ذکر برباد ہوئے تم یا ہم
1857ء سے 1957ء تک سو برس کے عرصہ میں اس تحریک کا ایک دور مکمل ہو کر ختم ہو گیا۔۔۔ شیخ الاسلام اسلامی علوم و معارف اور ایضاً ایشیاء کی فنون و آداب کے علمبردار تھے۔۔۔ حضرت شیخ کی سماعی کامرکز ملک کی آزادی، ایشیاء کی آزادی اور آخر کار اخلاق و انسانیت کی آزادی تھی۔۔۔ اگر بقول امیر امان اللہ خان سابق شاہ افغانستان شیخ الہند مولانا محمود حسن ایک نور تھے تو شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی اس نور کی ضیاء اور چمک تھے۔۔۔ آج حضرت مدنی ہم میں موجود نہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ غیر موجود بھی نہیں جبکہ ان کا مشن موجود، انکا مومنہ عمل موجود، انکا علم موجود، انکے مجاہدانہ کارنامے موجود اور انکی محبوبیت موجود ہے۔۔۔ آپؒ، حجۃ الاسلام نانوتویؒ کے تاریخی سیاسی فلسفہ و حکمت کے امین اور اپنے استاد شیخ الہند کے حکیمانہ جوش و عمل کے علمبردار تھے۔

۔ دیران ہے میکدہ فخم و ساغر اداس ہیں تم کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے
۔ مت سہل ہمیں سمجھو پھر تاپے فلک برسوں تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

حضرت مدنی پر مجلات میں تعزیتی مضامین:

☆ ماہنامہ شمس الاسلام جنوری (58) کا شمارہ مطالعہ کیا حضرت شیخ الاسلامؒ کے متعلق مولانا مفتی سیاح الدین کا مضمون قابل دیدہ ہے۔

☆ الجمیۃ سنڈے ایڈیشن میں بندہ کا مضمون: بعنوان ”بادشاہ خان شیخ الاسلام کے آستانہ عقیدت پر“ صفحہ اول پر چھپا ہے (جو بعد میں شیخ الاسلام نمبر الجمیۃ میں تفصیل سے بھی چھپا ہے)

حضرت شیخ الاسلام مدنی کے ذکر خیر سے متعلقہ کتب و رسائل:

وہ کتابیں جن میں حضرت شیخ مدنیؒ کا تذکرہ مجمل یا مفصل یا ان کے متعلق کوئی واقعہ جزئیل سکتا ہے۔

- ۱۔ نقش حیات ۲۔ علماء حق کا شاندار ماضی مرتبہ مولانا محمد میاں صاحب ۳۔ الجمعیت کا جمیعۃ العلماء نمبر ۴۔ شیخ الہند جنزی ۵۔ آفتاب ہدایت مرتبہ محمد یوسف جوہر ۶۔ روشن مستقبل مرتبہ طفیل احمد منگھوری ۷۔ الجمعیت کا سنڈے ایڈیشن ۸ دسمبر ۵۷ء ۸۔ صوت الشرق عربی جریدہ قاہرہ مضمون از عبد العظیم ۹۔ تذکرۃ الرشید مرتبہ مولانا عاشق الہی میرٹھی ۱۰۔ حیات شیخ الاسلام مرتبہ محمد میاں دہلوی ۱۱۔ مجاہد جلیل مرتبہ محمد میاں دہلوی ۱۲۔ حیات شیخ الہند مرتبہ مولانا صفر حسین ۱۳۔ سفرنامہ اسیر مالٹا معصنف حضرت الشیخ قدس سرہ ۱۴۔ ماہنامہ الفرقان بابت جمادی الثانی مولانا ابوالحسن ندوی و مولانا عتیق الرحمن سنہ ۱۵۔ ماہنامہ برحان دہلی مولانا سعید احمد اکبر آبادی ۱۶۔ روزنامہ انجام (پشاور) اخبار کا مضمون بعنوان حیات طیبہ از سمیع الحق ۱۷۔ اشیاء وغیرہ اخبارات کے شمارے بعد از وصال حضرت مدنیؒ ۱۸۔ ہفت روزہ خدام الدین ☆ مدبر دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب کا جوابی مکتوب بنام والد ماجد مدظلہ بسلسلہ تعزیت شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ موصول ہوا۔ (۱۱ جنوری)

☆ وصل مکتوب الشیخ مبارک علی حفظہ اللہ و رعاه نائب مدیر العام ب"دارالعلوم دیوبند" لتعزیت الشیخ المدنی الی والدی المکرم و اخبر نائب مدیر بمرضہ من ایام فترجوا اللہ ان یشفیہ شفاءً عاجلاً" (۱۹ جنوری)

سعودی ریڈیو سے حضرت مدنیؒ کے وفات پر تعزیتی پروگرام:

☆ رادیو المملكة السعودیہ ، ازاع عشیة وصال شیخ الاسلام تقریراً و تعزیتاً بو فاته فی الوقت المعین و القی الشیخ مولانا عبد اللہ العباس الندوی فی مناقبہ مقالۃً بلیغۃً یمدح فیہ الشیخ وقال ان نعی الوصال کان صاعقۃً و رعذاً اتر عدت بہ القلوب و افسحت بہ الافئدة و العقول . و التقرير شاع فی جریدة الجمعية دہلی الارودیۃ بتمامہ (۲۱ جنوری)

مجلہ "دارالعلوم" میں شیخ الاسلام کی عظمت شان پر قاری طیب صاحب کا مضمون:

☆ کتب مدیر العام فی المجلة الشهرية المسمى ب"دارالعلوم التي تنشر من مركز العلم (الديوبند). مقالة بليغة مشتملة على جلاله شان شيخ الاسلام "حسين احمد المدني" وتأسف رئيس التحرير تأسفاً شديداً بو فاته ، و اعلن بطبع المضامين في حق الشيخ في المجلات الشهرية القادمة.

ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ سے مرثیہ:

سادات گشتہ اند مصیبت نشین ہند
وزخوں گریہ سرخ شد است آستین ہند
یعنی کہ بود او نفس واپسین ہند

شد ماتم حسین کنوں تازہ درجہاں
نہلی است زیں معاملہ پیراہن عرب
ہند از وفات اوتن بے روح گشتہ است

ولنعم ما قیل :

ابن المحقق نهج مذهب احمد
یہدی علاہ کل حبر یہندی
انت الذی جلدت دین محمد
تغشی ضرب حک یا قرین الفوقد

ابن المحامی عن شریعة احمد
مات الامام العالم الحبر الذی
یا واحد الدنیا و یا فرد الوردی
فعلیک منی الف الف تحیة

مریدوں کے آہ و نالے:

اس عالم قافی سے میرے بحر سدھارے
فرقت میں تڑپتے ہیں وہ تقدیر کے مارے
اک ہندی کیا آپ تھے ہر ملک کے پیارے

اب چھپ گئے بد بختوں کی قسمت کے ستارے
روتے ہیں مرید آپ کے دن رات بیچارے
تھی آپ سے اسلام کی ہر شان نمایاں
مرثیہ شیخ عبدالاحد قاسمی:

یستجمع الاوصاف للشیخ الضلیع الاکبر
ولنا الوردالة بالبکاء الامطر
یا قسماً قد لذت من کنف الرئیس الاکبر
اخری علی کشف العلوم الاغمر
اخری تشابه یوسف المتبحر
اخری تسالر احرار وطن الاخطر

لیس المحال علی القدر الاعلم
یا من تفرق ضاحکاً من بیننا
حیا سلاماً دائماً بالتراب المرقد
طوراً اتری مستغرق المتصوف
طوراً اتزین حفلة الحریر
طوراً اترج المحراب بالمواعظ

یہ پنجہ ظلم تو کب تک کرے گی
حسین احمد کو لے کر کیا کرے گی
واذہلنی عن کل من ہوتا بے
لخدمۃ دین اللہ ناء ہکل کل

مجھے اے موت تو اتنا بتا دے
نہ تو کچھ کر سکی قاسم کو لے کر
سلوت بہ عن کل من کان قبلہ
لقد بذل الجہود ضحی حیاتہ

مضت الدهور وما اتين بمثله
ولقد اتي فعجزن عن نظرائه
ما طفل كم سواد وسبق قصبائے دوست
صد بار خوانده و دگرازر گرفتہ یم
عمریت کہ اذا فسانہ منصور کہن گشت
من از سر نو زندہ کنم دارورن را
نازنین جہاں ناز فراموش شدند
کہ گدائے تو ہانداز دگری نازد
پارسیان ہمہ ناز ندبہ زہدو طاعت
یک ندیم است کہ بردامن تری نازند
تا بکہ فکر توں کر وخن تازه نوشت

شان مانی:

صحابہ کی حیات پاک کو اس نے نہیں جانا
حقیقت میں یہ شان زندگی جس نے نہ پہچانی
وہ حسیں کی خلوت شب کی بدولت اب بھی تازہ ہے
گداز بوڑھو عشق اولیں و سوز سلماں

مولانا محمد سلیمان نادم امام شریعت

تیری دیار میں جو جاں نثار بیٹھے ہیں
بہت اداس بہت سوگوار بیٹھے ہیں
تری جدائی سے ٹوٹا ہے ان پہ غم کا پہاڑ
تڑپ رہے ہیں بہت دل نگار بیٹھے ہیں
خدا کو علم ہے کیا حشر ان کا اب ہوگا
جو دامن اپنا کئے تار تار بیٹھے ہیں
ترے تمام مخالف بھی دشمن جاں بھی
سنا ہے غم میں تیرے اشک بار بیٹھے ہیں

تمنا

عمر الدین شاد

چمن گئی ہم سے متاع علم و دانش چمن گئی
رنگ کیا دکھلا رہی ہے گردش لیل و نہار
گمراہوں کو جس نے کھلائی صراطِ مستقیم
اسکے مرقد پر خدا کی رحمتیں ہو بے شمار
ہے تمنا حشر میں انھوں ترے خدام میں
شادی بھی ہو جائے اپنی آرزو میں کامگار

خدام الدین میں احقر کا تعزیتی مضمون:

رتب الجريدة الأسبوعية "تخلد الدين" على تذكار الشيخ الاجل (حسين احمد الملقى) علةً خاصاً
ضخيماً انيقاً يشتمل على سيرته و مناقبه و شاع مضموناً رتبته بعنوان "مولانا دہلی" حضرت تھانوی اور مفتی کفایت
اللہ مع مقدمہ و تعارف حررتہ فی مجلہ غراء تصدر من لاہور تحت اشراف مولانا احمد علی لاہوری
شیخ محمد یوسف بنوری کا مرثیہ:

مجله البرهان تصدر من دلهی تحت اشراف اداره ندوة المصنفين شاع مرثیة الشيخ
العارف بالله شيخ الاسلام مرثیة العقيدة والاخلاص بلغة العربية للاستاذ الشيخ محمد يوسف

البنوری اولہ جار الفؤاد مع العین قد سکبا
 اذ جاء نابها للعقل مستعباً
 نعمی الامام الذی فاق الانام علی
 من لا نظیر له فی الدهر قد ذهب
 خطب عظیم دھا الا سلام زعزعه
 رزء کبیر فما للصبر مجتلبا
 حسین احمد غیث القوم نجمعهم
 فی ارض هند معین الفیض قد نصبا

قطعات تاریخ وفات حضرت مدنی:

لہ الرضوان الاکبر شان درویشاں از خدا وصال فرمودی

۱۳۷۷ھ ۱۹۵۷ء

پنے سال ہاتھ نے آواز دی ”ہوا گل“ چراغ محمد ہے آج

۱۳۷۷ھ

ہو گئی اور حلت ”علم حدیث“ ”غلام شاہ“ کہلائے حسین احمد کی قسمت تھی

۱۳۷۷ھ

۱۳۷۷ھ

☆ مولانا محمد میاں صاحب الجمعۃ دہلی کی جانب سے ایک مراسلہ ”بادشاہ خان اور شیخ الاسلام“ کے مضمون سے متعلق موصول ہوا (۲۹ جنوری ۵۸ء)

☆ ارسلت الی الامام محمد میاں دہلی الرسالة الذی طلب منی تفصیلاً کتبہ فیہ مقابلتی مع بادشاہ خان یذکر فیہ علاقہ مع الشیخ محمود الحسن الدیوبندی والمقالة بطبع فی الجمعۃ شیخ الاسلام نمبر تطبیع باسم واحد اصداقائی عزیز الرحمن حمیدی (۳۱ جنوری ۵۸ء) الجمعۃ کا شیخ الاسلام نمبر:

☆ الجمعۃ کا شیخ الاسلام نمبر عظیم الشان تنجیہ علوم و معارف منہ شہود پر آگیا ہے بقول الجمعۃ کہ جسکے ہاتھ یہ نمبر پہنچے وہ اسے ہدایت نامے کے طور پر پڑھے اور اسے اپنے نسلوں کے لئے محفوظ رکھے۔

☆ مجلۃ الجمعۃ مملوۃ عن مضامین عالیہ بتعلق بحیات الشیخ والتأثرات العمیقہ من اعماق القلوب

الجمعۃ شیخ الاسلام نمبر کے بارے میں احساسات:

☆ مختلف اوقات میں الجمعۃ کے نمبر کا مطالعہ کر رہا ہوں اس کی شہامت، ضخامت و کرامت کے بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں بقول انور صابری یہ نمبر

غنچہ زندگی کو بخش گئے جو بہ فیض تمام حسن نو
 دیدہ شوق سے پڑھیں شیخ کی زندگی کے کچھ پہلو

۱۱۴۶ + ۲۳۱ = ۱۳۷۷ھ

جماعت اسلامی کے بارے میں حضرت مدنی کی رائے:

حضرت شیخ مدنی کی رائے جماعت اسلامی کے بارے میں جانی ہو تو الجمعۃ کا شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۱۵۹ کا الم ۲ ملاحظہ کیجئے گا۔ جیسے فرمایا اس جماعت نے تو تمام اصحاب کرام کی تنقیص و توہین کر دی اسلام کا نام پر یہ جماعت سب سے زیادہ خطرناک ہے دلائل اور براہین سے ثابت کر سکتا ہوں کہ یہ جماعت بھی فرقہ پرست ہے۔

شفاء امراض کیلئے عملیات حضرت مدنی:

ہاتھوں کے درد کے لئے فرمایا کہ سورۃ فاتحہ بسم اللہ سات مرتبہ پڑھ کر ایک بار دم کیا جائے اور دورانِ تلاوت موضع درد کو پکڑے رکھے پھر دم کر کے چھوڑ دے دو بارہ اسی طرح پکڑ کر یہ عمل سات دفعہ مع بسم اللہ کے دہرائے ہر بار دم کے بعد ہاتھ چھوڑ دے اور ہر دفعہ مریض سے درد کا حال پوچھتے رہے ان شاء اللہ چند دن میں شفاء حاصل ہو جائے گی۔
ضعفِ بصر کے متعلق فرمایا کہ ہر فرض نماز کے بعد ادا و آخر دو شریف اور تین مرتبہ آیت کریمہ لکھنا عنک غطاء ک فبصرک الیوم حدید پڑھ کر ہاتھ کے دونوں انگلیوں کی پشت پر دم کر کے آنکھوں پر پھیر لیا کریں۔
چچک کیلئے سورۃ رَحْمٰن نیلے دھاگے پر اس طرح پڑھے کہ ہر لمبائی آلاء ربکما نکذبان پر ایک گرہ لگا کر دم کیا کرے اور بطور حفظ ماتقدم کے گلے میں ڈال دے اور اگر چچک نکل آئی ہو تو پڑھ کر دم بھی کر دیا کرے
مکتوبات شیخ الاسلام کا مطالعہ:

اطالع مکتوبات الذاکرة الانیقة النفیسة للشیخ الامام الهمام حسین احمد المدنی فی هذه الامام ولیہ مکینة وطمانیة وعلیم ومعرفة یتلج به الصدور ویشغل به الاذهان نعم هی مکاتیب للشیخ جدّد فی هذا العصر مکاتیب الخالدة للشیخ المجدد السر ہندی ، ربہا الشیخ نجم الدین اصلاحي والآن لها اجزاء ثلاث وینشر الجلد الرابع انشاء اللہ (۸ مارچ ۱۹۵۸ء)
سرخوش رہنما خان عبدالغفار خان کا شیخ الہند محمود حسن سے روابط اور تعلق کے اعترافات:

جگہ جگہ اس انٹرویو کا ذکر آیا ہے۔ مولانا سمیع الحق مدظلہ کا یہ مکالمہ جو خان عبدالغفار خان المعروف بہ بادشاہ خان سے حضرت مدنی اور شیخ الہند کے ساتھ روابط اور تعلقات کے بارے میں ہوا تھا جو کہ ”بادشاہ خان حضرت شیخ الاسلام کے آستانہ عقیدت پر“ کے عنوان سے ۵۵ برس قبل الجمعۃ دہلی کے شیخ الاسلام نمبر (بروز ہفتہ ۲۵ جب ۱۳۷۷ھ بمطابق ۱۵ فروری ۱۹۵۸ء) میں نمبر ۱۰۹ میں شائع ہوا یہ تحریر تاریخ کے بہت بڑے شواہد کی حامل ہے اسلئے نسل نو کی علم و آگہی کے لئے پیش خدمت ہے۔ آج بادشاہ خان مرحوم کے پیرو جہاد آزادی ہند کے ان اکابر کی قربانیوں کو بھولے ہوئے ہیں اور ایک بڑی سامراج امریکہ کے ساتھ کھڑے

ہیں نہ انہیں آزادی ہند میں جہاد و عزیمت کے اکابر دیوبند کی رہنمائی اور قیادت کا اعتراف ہے۔ یہ انٹرویو تاریخ کے ایک نہایت اہم حقیقت سے نقاب ہٹاتا ہے، اور حضرت مولانا مسیح الحق صاحب مدظلہ کی پچاس سال قبل کی اس نقاب کشائی سے بہت سے حقائق و اشکاف ہو جاتے ہیں (عراق الحق خانی)

اکوڑہ خٹک (مغربی پاکستان) پختون رہنما اور جنگ آزادی کے ایک بہت بڑے لیڈر اور تحریک شیخ الہند (ریشی رومال) کے سرگرم ممبر خان عبدالغفار خان صاحب نے حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ اور حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی قدس سرہ کو زبردست الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا۔ بادشاہ خان کی اکوڑہ خٹک آمد کے موقعہ پر رات کو جمعیتہ العلماء دارالعلوم حقانیہ کے ایک وفد نے بادشاہ خان سے ملاقات کی، مولانا عزیز الرحمن اور جناب مسیح الحق صاحب صاحبزادہ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ ہمت دارالعلوم حقانیہ نے بادشاہ خان سے حضرت شیخ الہندؒ کی تحریک اور ان کے عظیم مجاہدان کارناموں اور خفیہ گوشوں پر روشنی ڈالنے کی درخواست کی اور اس سلسلہ میں جناب مسیح الحق صاحب نے چند سوالات بادشاہ خان کے سامنے رکھے۔ چنانچہ بادشاہ خان نے نہایت خوشی سے ڈیڑھ گھنٹہ تک مسلسل تحریک حریت اور حضرت شیخ الہندؒ کی تحریک استقلال وطن کے مخفی گوشوں پر سیر حاصل تبصرہ کیا۔ انھوں نے جناب مسیح الحق صاحب کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے سانحہ ارتحال سے ہندوستان ایک عظیم شخصیت سے محروم ہو گیا اور ہم سے حضرت شیخ الہندؒ (نور اللہ مرقدہ) کے جانشین جدا ہو گئے۔

انہوں نے رقت آمیز انداز میں کہا کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت تو یقیناً فرما چکے ہوں گے۔ لیکن کارسازگان کو دعائے مبرور و استقامت کی ضرورت ہے۔ بادشاہ خان نے حضرت شیخ الہندؒ اور ان کی تحریک کے ساتھ اپنی وابستگی کے آغاز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جنگ آزادی کے سلسلے میں حضرت شیخ الہندؒ دیوبند میں مقیم افغانی طلباء کے ذریعہ میری سرگرمیوں (سرحد میں تعلیمی شعور بیدار کرنے اور مدارس قائم کرنے اور دیگر گوشوں) کا علم ہوا۔ چنانچہ انہوں نے مجھے طلب فرمایا۔ اور میرے ساتھ تفصیلی گفتگو کی اور مجھے اپنی تحریک میں شامل کر لیا اس لئے کہ ہمارا مقصد ایک ہی تھا۔ حضرت شیخ الہندؒ چونکہ یاغستان (آزاد قبائل) میں ایک محکم مرکز قائم کرنا چاہتے تھے اور اس کیلئے وہ موزوں مقام کی تلاش میں تھے۔ اس لئے انہوں نے ہمیں مامور کیا کہ مرکز کے قیام کے لئے یاغستان چلے جائیں اور وہاں قیام مرکز کے لئے جدوجہد کریں اور فرمایا کہ آپ لوگوں کے پاس مولانا عبید اللہ سندھی کو بھی منقریب بھیج دیں گا جب تک وہ آپ کے ساتھ نہ ملیں آپ لوگ واپس نہ ہوں۔ چنانچہ وہاں سے واپس ہو کر حضرت حاجی صاحب ترک زئیؒ کے ساتھ بھی گفتگو ہوئی اور حضرت شیخ الہندؒ دیوبند کی ہدایات کے مطابق ضروری امور سے انہیں مطلع کیا اس کے بعد میں اور مولانا فضل محمود صاحب مخفی (جور یا ست دیر کے سینہ علاقہ کے رہنے والے بڑے مجاہد تھے) مرکز کے سلسلے میں یاغستان

گئے۔ اگرچہ انگریز کی نگرانی انتہائی سخت تھی جس کی وجہ سے ایسے اہم کام اور خطرناک اقدام کا تصور کرنا بھی مہلک تھا۔ لیکن ہم نے ہمت نہ ہاری۔ ہر جگہ جاسوسی کا ایک جال پھیلا ہوا تھا۔ اس لئے ہم اجمیر شریف کے بہانے سے سفر پر نکلے اور ملاکنڈ کے راستہ پیدل روانہ ہوئے اور قبائل کو جناب مخفی صاحب کے چچا زاد بھائی کی امداد و اعانت سے وہاں پہنچے وہاں حالات دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ قبائل میں صرف دو قبیلے ایسے ہیں جن پر فرنگیوں کا اثر نہیں۔ سلازئی اور مہمند۔ چنانچہ ہم نے کافی صعوبت اٹھانے اور تنگ دود کے بعد ان ہر دو قبائل کی حمایت و اعانت سے مقام ”زنگی“ ریاست باجوڑ کو مرکز بنانے میں کامیابی حاصل کی اور مسلسل دو مہینہ تک مولانا سندھی صاحب کا انتظار کیا لیکن جب وہ نہ آئے تو ہم اپنے علاقہ واپس ہو کر دیوبند گئے اور شیخ محمود حسن دیوبندی کو تمام حالات و کارگزاری سے مطلع کر دیا۔ چنانچہ انہوں نے بھی ”زنگی“ کا مرکز ہونا پسند فرمایا۔ جس کے مضبوط و مستحکم ہونے کے بعد حضرت شیخ الہند خود یہاں تشریف لانے والے تھے اس اثناء میں جناب مولانا سیف الرحمن صاحب مہتمم مدرسہ فتھ پوری بھی حاجی صاحب ترنگ زئی کی خدمت میں حضرت شیخ الہند کی جانب سے بطور قاصد خاص آگئے۔ (میں نے خود ان کے درمیان خط و کتابت کی کافی فرائض انجام دیئے ہیں) لیکن قبل اس کے کہ کوئی عملدرآمد شروع کیا جائے پہلی عالمگیر جنگ چھڑ گئی۔

حالات کی نزاکت کے باوجود حاجی صاحب مرحوم اور ہم نے اپنی جدوجہد رکھی اور حضرت شیخ الہند کے یہاں آمد و رفت جاری رہی۔ بادشاہ خان نے اس سوال کے جواب میں کہ جب انگریز کی نگرانی اتنی کڑی تھی تو اتنی آمد و رفت اور دیوبند میں قیام کیسے ممکن تھا۔ فرمایا کہ حضرت شیخ الہند مجھے اپنے مکان میں خفیہ رکھتے تھے اور کئی کئی دن اس گھر سے باہر نہ نکلتے اور اس کے علاوہ حضرت شیخ الہند دیوبند سے باہر کسی غیر معروف اسٹیشن پر مجھ سے مل جاتے جس سے سی، آئی، ڈی کو بہ مشکل پہنچ سکتا اور وہ مجھے ضروری ہدایات پر درک دیتے۔

جنگ عظیم چھڑنے پر حاجی صاحب ترنگ زئی علاقہ بنیر چلے گئے اور وہاں سے سرفروشن کی ایک جماعت تیار کر کے انگریزوں پر حملہ کر دیا اور کافی عرصہ تک نہایت جوانمردی، بہادری اور کامیابی کے ساتھ انگریز کے خلاف جہاد جاری رکھا۔ جناب مسیح الحق صاحب نے حاجی صاحب مرحوم کے اس جہاد کی ناکامی کے وجوہات کے متعلق استفسار کیا تو بادشاہ خان نے فرمایا کہ ایک اہم وجہ تو حاجی صاحب مرحوم کی اپنی اجتہادی غلطی تھی اور وہ یہ کہ انہوں نے اس جہاد کے لئے پوری تیاری نہیں کی تھی۔ بلکہ ایک مختصر سی جماعت کو لیکر انگریز جیسے جابر اور مضبوط طاقت سے ٹکرائی۔ اگرچہ حاجی صاحب کے جانفروش سپاہیوں نے ذرہ برابر دریغ نہ کیا لیکن مجاہدین کو بالآخر سامان رسد کی قلت اور کمک نہ ملنے کی وجہ سے سخت مصیبت کا سامنا ہوا۔ حالانکہ شیخ الہند کے پروگرام کے مطابق پورے سارے سرحدی علاقوں کو منظم اور متحد کرنا اور اس کو مضبوط محاذ جنگ بنانا ضروری تھا۔ اس کے بعد دشمن پر حملہ کرنا تھا اس کے علاوہ جہاد میں شکست کی ایک وجہ نام نہاد مولویوں اور خوانین کی گدیاں بھی ہوئیں۔ جو صرف اپنی معمولی اقتدار، گدیوں کے بچاؤ اور انگریز کے کٹھ

پتلی بننے کی وجہ سے سخت مخالفت کرتے تھے۔

بادشاہ خان نے کہا کہ اس کے بعد حاجی صاحب کی گرفتاری کا سخت خطرہ تھا اور حضرت شیخ الہند کی ہدایت بھی تھی اس لئے آپ آزاد قبائل یا عساکر بھرت کر گئے۔ ان آیام میں مجھے بھی حراست میں لے لیا گیا تھا اور صرف مجھ کو اور میرے گاؤں والوں کو ایک لاکھ جرمانہ ادا کرنا پڑا اور سارے مدارس بند کر دیئے گئے تھے۔ جمعیۃ العلماء دارالعلوم حقانیہ کے وفد سے بادشاہ خان نے حضرت سید احمد شہیدؒ اور مولانا اسماعیل شہیدؒ کی ”جماعت مجاہدین“ کے متعلق کہا کہ حضرت شیخ الہند اور دیگر علماء (آپ نے مولانا ابوالکلام آزاد کا نام بھی لیا) نے ان مجاہدین سے جو توقعات وابستہ کی تھیں وہ زیادہ تر حسن عقیدت اور ان کی سابقہ شاندار روایات اور ان سے دور رہنے کی وجہ سے تھیں۔

بادشاہ خان نے مولانا عبید اللہ سندھی کے متعلق بتایا کہ انھوں نے اور حضرت مولانا محمد میاں صاحب عرف منصور انصاری نے حضرت شیخ الہندؒ کے حکم پر کابل بھرت کر کے وہاں کام شروع کر دیا چنانچہ جب ہندوستان سے عام ہجرت کے سلسلے میں ہم نے کابل بھرت کی تو وہاں ان حضرات کے ساتھ ملاقاتیں کیں۔ ریشمی خطوط کے متعلق بادشاہ خان نے کہا کہ ریشم کے تیل بوٹوں کی شکل میں کپڑوں پر خطوط لکھ کر حضرت شیخ الہند کی خدمت میں بھیجے جا رہے تھے جس کے نام سے یہ تحریک مشہور ہوئی۔

بادشاہ خان نے کہا کہ اس تحریک میں حضرت شیخ الہندؒ کے ساتھ مولانا عبید اللہ سندھیؒ، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ قدس سرہ، حضرت حاجی ترنگ زئی صاحبؒ، مولانا فضل محمود صاحبؒ، مولانا عبدالعزیزؒ مولانا عزیز گل صاحبؒ، مولانا محمد میاں صاحبؒ عرف منصور انصاریؒ مہاجر کابل، مولانا سیف الرحمنؒ نے علی الخصوص کارہائے نمایاں انجام دیئے (ان کے علاوہ کئی قابل ذکر حضرات بھی تھے جو اس وقت ذہن میں نہیں۔ جمعیۃ العلماء دارالعلوم حقانیہ کے وفد سے بادشاہ خان نے فرمایا کہ میں باقاعدہ حضرت شیخ الہندؒ سے بیعت بھی ہو چکا ہوں۔ وہ مجھ سے بہت خصوصیت رکھتے تھے۔ خان عبدالغفار خان نے کہا کہ تحریک کے ساتھ ربط و تعلق اور میری سرگرمیوں کا آغاز ۱۹۱۱ء سے ہوا جبکہ میں نے ابھی شادی بھی نہیں کی تھی۔ بادشاہ خان نے راقم الحروف کے ایک جواب میں کہا کہ میں نے تقریباً ۳۵ برس تک جیل کاٹی ہے۔

بادشاہ خان نے آخر میں حضرت شیخ الاسلامؒ کی وفات پر دلی جذبات کا اظہار فرمایا اور ان کیلئے دعائے مغفرت کی۔ اس سے قبل انہوں نے اکوڑہ خٹک کے ایک عام جلسہ میں بھی حضرت شیخ مدنیؒ کے لئے دعائے مغفرت کی اور کہا کہ ابھی حال ہی میں ہم اس عظیم شخصیت سے روم ہوئے جنہوں نے ساری عمر انگریزوں کو معصیت اور پریشانی میں رکھا جنہوں نے ملک و ملت کے لئے عظیم قربانیاں دیں۔ بادشاہ خان نے حضرت شیخ الاسلامؒ مولانا مدنیؒ کی خود نوشت سوانح نقش حیات (میرے ذاتی نسخہ) پر دستخط کرتے ہوئے لکھا کہ مذہب، پیار، محبت، سچائی اور مخلوق خدا کی خدمت کا

نام ہے۔ بادشاہ خان نے جمعیتہ العلماء دارالعلوم حقانیہ سے انکشاف کیا کہ میں نے تحریک حریت کا آغاز سے لے کر اس وقت تک کے واقعات اور اپنی سوانح میں ایک مبسوط کتاب لکھی ہے جس میں میں نے تحریک اور تحریک شیخ الہند اور دیوبند کے ساتھ اپنے روابط و تعلق پر بھی تفصیل سے بحث کی ہے اور تمام گوشے قیام پاکستان تک واضح کیے گئے ہیں۔ صرف ترتیب اور نظر ثانی باقی ہے جو وقت کی قلت کی وجہ سے ادھوری پڑی ہے۔ میں نے اس موقع پر کہا کہ اگر گستاخی نہ ہو تو میرے خیال میں یہ کتاب آپ کے دوروں سے تو کیا خود آپ سے بھی زیادہ قیمتی اور جلد قابل توجہ ہے۔ انہوں نے اس کفر فرمایا میں خود اسے محسوس کر رہا ہوں۔ اور انشاء اللہ عنقریب اس کے لئے فرصت نکالوں گا۔

آخر میں انہوں نے جمعیتہ العلماء دارالعلوم حقانیہ کو ایک پیغام میں کہا کہ وہ بیدار ہو کر اکابر کے نقش قدم پر چلیں اور ان کے طریق کار اور کارناموں سے سبق لیں۔ کیونکہ غفلت کا انجام ہلاکت اور تباہی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

دارالعلوم حقانیہ اور جمعیتہ العلماء نے اپنے مقدس شیخ کے سانحہ وفات پر انتہائی رنج و غم کا اظہار کیا۔ تعزیتی جلسے کر کے ریزولوشن پاس کرائے۔ نیز کئی دن تک ایصال ثواب کیلئے قرآن خوانی و فاتحہ خوانی کی گئی۔ دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم وہابی حضرت مولانا عبدالحق صاحب سابق استاذ دارالعلوم دیوبند نے اپنے تعزیتی مکتوب میں ان تمام متوسلین شیخ و متعلقین کا شکریہ ادا کیا ہے جو حضرت شیخ الاسلامؒ نے نسبت کی وجہ سے دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے یا تعزیتی خطوط و پیغامات ارسال کئے نیز حضرت شیخ کے نقش قدم پر چلنے کی اپیل کی۔

ضروری نوٹ (یہ الجمعیتہ کی طرف سے اضافہ ہے جو غالباً مولانا محمد میاں دہلوی کا لکھا ہوا ہے):

اس تحریک میں رہنمی رومال کو تحریک کا جز یا پروگرام جیسی اہمیت حاصل نہیں تھی۔ اس بنا پر رہنمی رومال کی تفسیر و تشریح میں خود قائدین تحریک کے بیان مختلف ہیں۔ مولانا محمد اسحاق صاحب قاسمی و میاں دی حضرت شیخ الاسلامؒ کے حوالہ سے یہ تحریر فرماتے ہیں کہ رومال پر ریشم سے حروف لکھے جاتے تھے اور خاص خاص لوگوں کو پہاڑوں کے راستے بھیجے جاتے تھے سب سے زیادہ صحیح بات وہ ہے جو صاحبزادہ محترم مولانا اسعد صاحب نے تحریر فرمائی۔ صاحبزادہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:- ”یہ نام انگریزوں کی تحقیقاتی کمیٹی کا دیا ہوا ہے۔ اس لیے کہ ہدایات قبائل میں رہنمی رومال کے ذریعہ گئی تھیں بلکہ احقر کو یاد ہے کہ ایک بوڑھے شخص (جن کا اب انتقال ہو گیا ہے) حضرت قدس سرہ کے پاس آتے تھے۔ وہ کاغذ کا پھول بہت عمدہ بناتے تھے وہ کاغذ کے گلدستے بناتے ان میں دیوبند سے جاری شدہ ہدایات کا خط رکھا ہوا ہوتا۔ پھر وہ گلدستہ پشاور جا کر بکس اس کی قیمت بہت بتائی جاتی تاکہ صرف وہی تاجر خریدیں کہ جو قبائل سے آئے ہیں اور اس راز میں شریک ہیں اور اس طرح وہ خط حضرت مولانا عبید اللہ مرحوم تک پہنچتا تھا۔ ایک صاحب اور دیوبند کے قریب گاؤں میں رہتے تھے۔ موصوف کے ذریعہ ایک مرتبہ ایک خط حضرت شیخ الہندؒ نے سرحد بھیجا تھا۔ اور پیدل سفر کر آیا تھا ایک تلوار بھی موصوف کو دی تھی وغیرہ۔ غرض ہدایات مختلف اوقات میں مختلف ذرائع سے گئیں مگر انگریزوں کے ہاتھ صرف وہ رہنمی رومال والی بات لگ گئی جس کو انہوں